ڈاکٹر مولانا ابوالفتح محمد صغیر الدین

مسعودی اور سندھ

مسعودی کا پورا نام ابوالحسن علی بن حسین بن علی المسعودی ہے۔ چونکہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اولاد میں سے ہے، اسی لیے مسعودی کے نام سے مشہور ہے۔ اس کا شمار بغدادیوں میں ہوتا ہے۔ بغداد ہی میں اس کی نشوونما ہوئی۔ مصر میں بھی کچھ مدت تک رہا۔ طلب علم میں دور دراز کے ممالک کی سیر کی۔ ۳۰۰ھ میں فارس و کرمان میں گھومتا رہا، یہاں تک کہ اصطخر میں آکر ٹھہرا۔ پھر دوسرے سال ۳۰۳ھ میں ہند کا قصد کیا اور ملتان و منصورہ پہنچا، پھر کنبایہ، صیمور اور سیلون گیا اور یہاں سے بحری سفر کے ذریعے چین کے شہروں تک گیا، بحر ہند میں مڈغاسکر تک گھوما، پھر عمان کی طرف لوٹا۔ ایک دوسرا سفر ۳۱۴ھ میں آذربائیجان اور جرجان کا کیا۔ شام اور فلسطین گیا۔ ۳۳۲ھ میں انطاکیہ آیا اور شام کے علاقوں میں دمشق تک گیا۔ آخر مصر میں ٹھہرا اور ۳۴۶ھ میں وفات پائی۔

مسعودی کی زندگی کا بیشتر حصہ سیر و سیاحت میں گزرا تھا، اس لیے اس کو تمام ممالک کے باشندوں کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ لوگوں کے اوضاع و اطوار اور بود و باش کا خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ سمندری سفر کے عجائب و غرائب دیکھے اور اپنی معلومات کو قلم بند کیا۔ "مروج الذہب و معادن الجواہر" مسعودی کی ان ہی تاریخی اور جغرافیائی معلومات پر مشتمل ہے، گویا

یہ ایک سفرنامہ ہے۔ سفر کے دوران مسعودی کی معلومات کے دو[2] ذرائع ہیں۔ ایک[1] تو علماء متقدمین کی تصنیفات ہیں جو اس وقت تک وجود میں آچکی تھیں۔ چنانچہ اس کتاب کے مقدمے میں تقریباً ۸۴ مصنفین کا ذکر کیا ہے۔ دوسرے[2] یہ کہ مختلف ممالک کے لوگوں سے ملا ہے اور ان لوگوں سے جو باتیں نسلاً بعد نسل ایک سے دوسرے تک منتقل ہوتی آئی تھیں، ان کو قلمبند کیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ کتاب جو چوتھی صدی ہجری میں وجود میں آئی، ایک تاریخی اہمیت کی حامل ہے۔

جیساکہ ذکر کیا گیا۔ مسعودی نے ۳۰۳ھ میں سندھ کے علاقوں کا سفر کیا تھا، اس لیے اس نے اپنی اس کتاب میں سندھ کے متعلق بھی اپنی معلومات بیان کی ہیں۔ ذیل میں ان ہی معلومات کو ایک ترتیب کے ساتھ یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

نسب

سندھ کے لوگوں کو نوفیر بن قوط بن حام بن نوح علیہ السلام کی اولاد بتایا ہے۔ چنانچہ ذکر کیا ہے کہ نوفیر بن قوط بن حام اپنے لڑکے اور متبعین کو لے کر ہند و سند کی زمین کی طرف آیا۔ اور سندھ میں کچھ ایسے لوگوں کی موجودگی کا ذکر کرتا ہے، جن کے جسم لمبے ہیں اور یہ لوگ سندھ میں منصورہ کے علاقے میں ہیں۔ چنانچہ اس قول کی بنا پر ہند و سند کے باشندے نوفیر بن قوط بن حام بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ (۲/۱۴۵)

محلِ وقوع

سات اقلیموں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے سندھ کے متعلق لکھتا ہے کہ ہند و سند اور سوڈان اقلیم ثانی میں ہے اور برج جدی میں واقع ہے۔ سیارہ سبعہ میں سے زحل سے اس کا تعلق ہے۔ (۱/۸۴)

آب و ہوا

آب و ہوا کے سلسلے میں لکھتا ہے کہ بلاد ہند اور بحر ہند کے علاقوں میں کانون (دسمبر، جنوری) کے مہینے میں مسلسل بارش ہوتی ہے اور کانون اور شباط (فروری) کا موسم ہمارے ہاں تو گرم ہوتا ہے لیکن وہاں سردی کا موسم ہوتا ہے۔ جس طرح ہمارے ہاں حزیران (جون)، تموز (جولائی) آب (اگست) میں گرمی ہوتی ہے۔ چنانچہ جب ہمارے ہاں سردی ہوتی ہے تو ان کے ہاں گرمی

ہوتی ہے اور جب ہمارے ہاں گرمی ہوتی ہے تو ان کے ہاں سردی ہوتی ہے اور یہی حال ہند و سندھ کے شہروں کا ہے۔ چنانچہ جو شخص ہمارے ہاں کے گرم موسم میں سرزمین ہند میں سفر کرتا ہے تو کہتے ہیں: "فلان بارض الہند" یعنی فلاں نے وہاں جاڑے کا موسم گزارا اور یہ فرق آفتاب کے قریب اور دور ہونے کی وجہ سے ہے۔ (۱/۱۴۸)

سندھ میں سکندر کی آمد

سندھ میں سکندر کے آنے کا ذکر اس طرح کیا ہے کہ جب اس نے بلادِ فارس کو فتح کیا تو اس کے بادشاہ کو قتل کر کے اس کی بیٹی سے شادی کر لی پھر اس کے بعد سند و ہند کے علاقوں کی طرف چلا، یہاں کے راجاؤں کو شکست دی اور خراج و ہدایا وصول کیے۔ ہند کے سب سے بڑے راجہ فور نے اس سے جنگ کی، لیکن وہ راجہ سکندر کے ہاتھوں قتل ہوا (۱/۲۸۸)

بوداسف کی آمد

بوداسف ہندی تھا۔ ہند کی سرزمین سے نکل کر سندھ آیا، پھر بلادِ سجستان اور بلادِ زابلستان کی طرف چلا، پھر سندھ آیا اور اس کے بعد کرمان گیا۔ اُس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور یہ کہ وہ اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہے۔ وہ شاہ فارس ملک طہورث کے ابتدائی دور میں فارس آیا۔ (۲/۲۴۷)

آتش کدہ

مجوس کے بنائے ہوئے آتش کدوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ عراق، ایران، کرمان، سجستان، خراسان، طبرستان اور ہند و سند میں ان آتش کدوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، جن میں سے مشہور کا ہم نے ذکر کیا ہے اور باقی کو چھوڑ دیا ہے۔ (۲/۲۵۸)

حیوانات

ایک پرندے "عندبیل" کا ذکر کرتا ہے۔ جس کے متعلق کہتا ہے کہ یہ سند و ہند کی سرزمین میں پایا جاتا ہے جو بہت ہی چھوٹا ہوتا ہے اور شعراء اپنے اشعار میں کسی چیز کی چھوٹائی ظاہر کرنے کے لیے مثال کے طور پر اس کا ذکر کرتے ہیں۔ (۲/۱۰)

ہاتھی کے متعلق کہتا ہے کہ صرف زنج اور ہند ہی کے علاقوں میں اس کے بچے پیدا ہوتے

ہیں-لیکن ہند وسند کی سرزمین ہاتھی کے دانت اتنے بڑے نہیں ہوتے جتنے زنج میں ہوتے ہیں- (۲/۱۱)

فرماں روائے منصورہ کے جنگی ہاتھیوں کے ایک دستے کا ذکر کرتا ہے جس میں اسّی ہاتھی تھے اور ہر ہاتھی کے متعلق دستور یہ تھا کہ اس کے اردگرد پانچسو پیدل چلنے والے ہوتے اور وہ ہزاروں کے لشکر سے جنگ کرتا تھا- دو ایسے بڑے ہاتھی تھے جو سند اور ہند کے فرماں رواؤں میں بہت مشہور تھے کیونکہ یہ بہت زیادہ ہیبت ناک تھے اور پیش قدمی کرنے میں بہت زیادہ نڈر تھے- ایک ہاتھی کا نام "منفرقلس" اور دوسرے کا نام "حیدرہ" تھا- منفرقلس کے متعلق عجیب عجیب باتیں اس علاقے میں مشہور تھیں- جن میں ایک بات تو یہ مشہور تھی کہ ایک فیل بان مرگیا تو یہ ہاتھی کئی دنوں تک اس حال میں رہا کہ نہ تو کھاتا تھا اور نہ پیتا تھا- غم زدہ آدمی کی طرح آہیں بھرتا اور آنکھوں سے برابر آنسو بہتے رہتے- (۱/۱۹۹)

بندروں کے متعلق لکھتا ہے کہ دیگر قوموں کی طرح سند اور ہند کے فرماں روا بھی اکثر کوئی بندر پکڑ منگواتے ہیں، اس کو پالتے اور سدھاتے ہیں- چنانچہ وہ اپنے سر پہ مورچھل رکھ کر ان کے دسترخوان پر کھڑا ہوتا ہے- یہ فرماں روا اپنے کھانے کا کچھ حصہ اس بندر کے سامنے ڈال دیتے ہیں- اگر بندر نے اس کو کھا لیا تو یہ بھی کھاتے ہیں اور اگر بندر نے نہ کھایا تو پھر سمجھ لیتے ہیں کہ اس کھانے میں زہر ملا ہوا ہے، کیونکہ بندروں کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ کھانے پینے کی چیزوں میں زہر کے متعلق فوراً تاڑ لیتے ہیں- (۱/۱۹۶)

جاحظ کے حوالے سے ذکر کرتا ہے کہ گھڑیال صرف نیل، مسر اور نہر مہران سند میں پائے جاتے ہیں- (۱/۱۹۷)

مہران سند

دریاؤں کے سلسلے میں مہران سند کا ذکر اس طرح کرتا ہے کہ بڑے بڑے دریاؤں کے منبع اور ان کے گرنے کی جگہ اور زمین ان کے بہاؤ کی مقدار مثلاً نیل، فرات، دجلہ، نہر بلخ یعنی جیحون، مہران سند اور جنجس (ہند کا ایک بڑا دریا) وغیرہ کے زمین پر بہاؤ کی مقدار کے متعلق لوگوں نے بحث کی ہے- (۱/۹۸) ایک جگہ لکھتا ہے کہ قنوج کا بادشاہ سندھ کے بادشاہوں میں سے

بوُدرہ ہے اور یہ نام قنوج کے ہر حکمران کا ہوتا ہے۔ یہاں ایک شہر بھی ہے جس کو بوُدرہ کہتے ہیں۔ یہ آج کل اسلام کے زیرِ نگیں ہے اور ملتان کے اضلاع میں سے ہے، اسی شہر سے ان پانچ دریاؤں میں سے ایک دریا بھی نکلتا ہے کہ جب یہ پانچ دریا ملتے ہیں تو وہ مہران سند کہلاتا ہے۔ اس ضمن میں پانچ دریاؤں کی تفصیلات بھی بیان کرتا ہے کہ دوسرا دریا قندھار کے علاقے سے نکلتا ہے جو رائد کے نام سے مشہور ہے۔ تیسرا دریا سندھ کے شہروں اور پہاڑوں سے نکلتا ہے جو بہاطل کے نام سے مشہور ہے۔ چوتھا دریا کابل کے شہروں اور پہاڑوں سے نکلتا ہے۔ اور پانچواں کشمیر کے علاقے سے نکلتا ہے۔ (۱/۱۶۵)

مہران سند کی ایک عجیب خصوصیت یہ بیان کی ہے کہ دنیا کے دوسرے دریا تو شمال سے جنوب کی طرف بہتے ہیں لیکن دو دریا ایسے ہیں کہ جنوب سے شمال کی طرف بہتے ہیں۔ ان میں سے ایک تو مصر کا دریائے نیل ہے، دوسرا مہران سند ہے۔

جاحظ نے لکھا ہے کہ نہر مہران، نیل مصر سے نکلتا ہے اور اس پر دلیل یہ پیش کی ہے کہ ان دونوں میں گھڑیال پائے جاتے ہیں۔ جاحظ کے اس بیان پر مسعودی نے سخت تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ جاحظ نے یہ بات اپنی کتاب "کتاب الامصار وعجائب البلدان" میں لکھی ہے۔ یہ کتاب انتہائی گھٹیا ہے۔ معلوم نہیں یہ دلیل اس کو کہاں سے ملی جس کی بنا پر ایسی بے سروپا بات کہہ دی، جب کہ اس شخص نے کبھی دریا کا سفر نہیں کیا اور نہ ہی بہت زیادہ سیّاحی کی اور نہ ملکوں میں گھوما پھرا۔ ورّاقوں کی کتابوں سے رطب و یابس جمع کر لیا کرتا تھا۔ کیا اسے معلوم نہیں کہ مہران سند بلاد سند کے بالائی حصے یعنی سرزمین قنوج سے اور سرزمین کشمیر اور قندھار اور طافر سے نکلتا ہے، یہاں تک کہ ملتان کے شہروں تک پہنچتا ہے اور یہیں سے "مہران الذہب" کہا جاتا ہے۔ اسی سلسلے میں آگے چل کر لکھتا ہے کہ نہر مہران بلاد منصورہ تک پہنچتا ہے اور دیبل کے قریب بحر ہند میں گرتا ہے (۱/۹۹) نیز ایک جگہ لکھتا ہے کہ بعض مصنفین نے جو لکھا ہے کہ جیحون، مہران سند میں گرتا ہے تو یہ غلط ہے۔ (۱/۱۰۲)

بحر چین، بحر ہند، بحر فارس، بحر عمان، بصرہ، بحرین، یمن، حبشہ، حجاز، قلزم، زنج، سندھ کے پانی ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوتے ہیں، جدا نہیں ہیں، ان میں سے ہر ٹکڑے کا

الگ الگ نام ہے اور ان میں سے ہر ٹکڑا "بحر" کہا جاتا ہے۔ مثلاً بحر فارس، بحر یمن، بحر سندھ، بحر ہند، بحر حبش، بحر زنج وغیرہ۔ ان سبھوں کے مجموعے کو بحر حبشی کہتے ہیں اور ان میں سے ہر حصے کی ہوائیں مختلف ہیں۔ (۱/۱۱۲)

سندھ کے ناخداؤں کا بھی ذکر کیا ہے کہ بحر چین اور ہندوستان اور زنج و یمن وغیرہ کے ناخداؤں کو بحر حبشی کے مقادیر اور مساحت کے متعلق اکثر ایسی باتیں کرتے ہوئے سُنا، جو فلاسفہ کے بیان کے خلاف ہے۔ (۱/۱۲۸)

مُلتان اور منصورہ

مُلتان اور منصورہ کے درمیان مسافت پچہتر ۷۵ سندھی فرسخ بتایا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں سندھ میں کوئی مخصوص پیمانہ تھا، کیونکہ بتایا ہے کہ ایک فرسخ میں آٹھ میل ہوتے ہیں۔ منصورہ کی بستیوں کی تعداد اس زمانے میں تین لاکھ تھی، جن میں کھیتیاں تھیں، درخت تھے، آبادیاں گنجان تھیں اور مید نامی ایک قوم سے جو سندھ ہی سے تعلق رکھتی تھی، اکثر جنگیں ہوا کرتی تھیں۔ منصورہ کا نام بنی امیہ کے گورنر منصور بن جمہور کے نام پر منصورہ رکھا گیا تھا۔

مُلتان پر اس زمانے میں سامہ بن لوی بن غالب کی اولاد کی حکومت تھی، جس کے پاس فوج بہت زیادہ تھی اور حکمران شان و شوکت کا مالک تھا۔ ملتان کے اردگرد جو جائدادیں اور بستیاں تھیں، ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی جن کا شمار کیا جاسکتا تھا۔

مُلتان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ وہاں ایک بُت ہے جو مُولتان کے نام سے مشہور ہے۔ سند اور ہند کے دور دراز علاقوں سے لوگ وہاں نذریں لے کر آتے ہیں جن میں اموال، زر و جواہر اور مختلف قسم کی خوشبوئیں ہوتی ہیں، ہزاروں آدمی زیارت کے مقصد سے آتے ہیں اور اہل مولتان اس بُت پر چڑھانے کے لیے جو چیزیں لاتے ہیں، ان میں ایک عود قماری خالص ہے جو بہت زیادہ قیمتی ہوتا ہے، صرف ایک اوقیہ کی قیمت سو ۱۰۰ دینار ہوتی ہے اور جب اس پر انگوٹھی سے مہر لگائی جاتی ہے تو مہر کا نقش اس طرح آجاتا ہے جس طرح موم پر آجاتا ہے۔ غرض اس طرح کی عجیب چیزیں وہاں لائی جاتی ہیں۔ جب کوئی غیر مسلم راجہ ملتان پر حملہ آور ہوتا ہے اور مسلمان اس سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھتے تو یہ ان غیر مسلم حملہ آوروں کو اس بُت کے توڑنے کی دھمکی

دیتے ہیں، جس کی وجہ سے یہ فوجیں واپس لوٹ جاتی ہیں۔

مسعودی ملتان کے علاقے میں جس زمانے میں آیا تھا، اس وقت وہاں ابو اللباب المنبہ بن اسد قرشی حکمران تھا، اور جب منصورہ کے علاقے میں آیا تو یہاں ابوالمنذر عمر بن عبداللہ حکمران تھا۔ مسعودی نے ابوالمنذر کے وزیر رباح اور اس کے دو بیٹوں محمد اور علی کو دیکھا تھا اور حمزہ نامی ایک شخص کے دیکھنے کا بھی ذکر کرتا ہے جو سردار تھا اور عرب تھا۔

پھر یہ بھی بیان کرتا ہے کہ وہاں حضرت علیؓ بن ابی طالب، عمر بن علی اور محمد بن علی کی اولاد میں سے بہت لوگ موجود ہیں۔ منصورہ کے فرماں رواؤں اور آل ابی الشوارب قاضی میں قرابت رشتہ داری اور نسبی تعلقات ہیں۔ اور یہ کہ منصورہ کا موجودہ فرماں روا ہبار بن اسود کی اولاد میں سے ہے اور یہ لوگ بنی عمر بن عبدالعزیز قرشی کہلاتے ہیں۔ یہ وہ عمر بن عبدالعزیز نہیں ہے جو کہ اُموی خاندان کے حکمران تھے۔ (۱/۱۶۸)

زبان

زبان کے سلسلے میں بتایا ہے کہ سندکی زبان اہل ہند کی زبان سے مختلف ہے۔ (۱/۱۶۹)

بعض سیاحوں سے ملاقات

شہر بلخ میں ایک بڈھے آدمی سے ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ وہ بہت ہی خوب صورت اور سمجھ بوجھ والا تھا۔ وہ کئی بار چین گیا تھا، لیکن اس نے دریا کا سفر کبھی نہیں کیا تھا۔

اس کے علاوہ اور بھی کئی آدمیوں سے ملاقات کا ذکر کیا ہے جنھوں نے جبال نوشادر، چین، تبت، خراسان، منصورہ اور ملتان کا سفر کیا تھا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان علاقوں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ خشکی کے راستے بھی آمد و رفت کا سلسلہ اس زمانے میں موجود تھا اور قافلے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے رہتے تھے۔ (۱/۱۷۰)